سوال

ایک شخص نے شادی کی توسہاگ رات بیوی کوکنواری نہ پاکر طلاق دے دی، بیوی کے میکے والوں اورخاوند کے گھروالوں کونہ توطلاق کا علم ہے اورنہ ہی کنوارہ پن ضائع ہونے کا، اوراس سے انتقام لینے کے لیے اسے اپنے پاس ہی رکھا اوراس سے معاشرت بھی کرتا رہا لیکن اس میں بیوی سے رجوع کی نیت نہ تھی، اوراس نے بیوی سے بھی کہہ دیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ تورہا ہے لیکن رجوع کی نیت نہیں، اور بیوی کو بتایا کہ کچھ عرصہ بعد فیصلہ کریگا کہ آیا وہ اس کے ساتھ مستقل رہنا چاہتا ہے یا نہیں، لیکن خاوند اور بیوی کے مابین ازدواجی تعلقات قائم رہے یہ علم میں رہے کہ دوبرس کے بعدان کے مابین معاملات استقرار پاگئے اوردونوں اکھٹے زندگی گزارنے پر متفق ہو گئے اورخاوند کو علم تھا کہ عدت گزرنے کے بعد عقدنکاح اور نیا مہر ضروری ہے، اور بیوی کو بھی اس کے متعلق بتا دیا، اوراس لیے کہ طلاق کا کسی اورکو علم نہ تھا دونوں اس پر متفق ہوئے کہ جب بیوی میکے جائیگی تووہ بیوی کے والدین کے سامنے عقدجدید کے سیاق کلام میں میری بیوی کے الفاظ دھرائے گا اوراسی طرح اپنے گھروالوں کے سامنے بھی اوراسے انہوں نے آپس میں ایجاب وقبول اور بیوی کے ولی کی موافقت ضمنی اورگواہ (ان کے جاننے والے اوردونوں کے خاندان) شمار کیا، اور جوکچھ ہوچکا تھا خاونداور بیوی دونوں نے اس سے توبہ واستغفار کرلی، اوراس کے بعداللہ نے انہیں ایک بچہ دیا اورپھر دوسرا بھی کیا ان کی شادی صحیح ہے، اوراگر صحیح نہیں توانہیں کیا کرنا چاہیے، یہ علم میں رہے کہ شادی کوسات برس ہوچکے ہیں (دوبرس سہاگ رات کے بعداوراکھٹے رہنے کے اتفاق کے بعدپانچ برس) ؟

جواب

الحمدللہ

اول :

آدمی کواس قبیح اور شنیع عمل پر تعجب ہوتا کہ اتنی بڑی اور فحش برائی ایسے شخص سے صادر ہوجو حلال کوچھوڑ کر حرام کی طرف چل نکلے، اورصرف انتقام کے دعوی کی بنا پر دوبرس تک زناکاروں میں شامل ہوکرزنا کرتا رہے

اورپھر عورت بھی اس پر موافق ہواوراس برائی کومت روکے اورانکار نہ کرے، وہ صرف رسوائی کے ڈراور خدشہ اورعار کی خاطر گناہ اور آگ پر راضی ہوگئی، اس طرح وہ دونوں ہی زناکاری کی زندگی بسر کرتے رہے اورلوگ اسے خاونداور بیوی سمجھتے رہے

لیکن علام الغیوب اللہ مالک الملک پر توحقیقت حاصل مخفی نہیں رہ سکتی، اللہ نے ان پر کتنا رحم کیا اورکس قدر حلم وبردباری کی کہ ان دونوں کو مہلت دی اورغالب مقتدر کی پکڑ نہیں آئی

ان دونوں احمقوں سے اس اقدام کی شناعت وقباحت کیسے غائب رہی، اوروہ کس طرح بھول گئے کہ زنا کی کتنی شدید سزا ہے، اور کتنا المناک عذاب ہے، حتی کہ جب رجوع اور توبہ کا وقت آیا توبھی انہوں نے حیلہ سازی کرنا شروع کردی اور کھلواڑ کیا، اورایسا عمل کرنے لگے جسے انہوں نے ضمنی عقداور شرعی نکاح شمار کرلیا!

یہ اس کی دلیل ہے کہ ان کے دلوں میں خواہش گھر کرچکی ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے، کنوارہ پن مفقود لڑکی سے ناپسندیدگی وکراہت اللہ کے لیے نہ تھی، بلکہ یہ تونفسانی خواہش کے لیے تھی، اورنہ ہی حق کی طرف رجوع اس طرح تھا جواللہ کو پسند ہے، بلکہ یہ تواپنے نفس کو محفوظ کرنے کے لیے تھا جوبرائی پر ابھارنے والا ہے، اس آدمی کو تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اپنی باقی عمر اس طرح بسر کرتا کہ اسے ہر وقت خدشہ لگا رہتا کہ کہیں اس کا نفس اسے محسوس یا غیر محسوس طریقہ سے ہلاکت میں نہ ڈال دے

ہم اس کلام سے ان دونوں کواللہ کی رحمت سے دور نہیں کررہے، کیونکہ اللہ کی رحمت توبڑی وسیع ہے، نہ تووہ اس گنہگار کے لیے تنگ ہے اورنہ ہی کسی اورکے لیے کم، ان کو یہی

کافی ہے کہ وہ توبہ واستغفار کریں، اوراپنے پروردگار کی طرف پلٹ آئیں، اور کثرت سے ندامت اور استغفار کریں، اورانہیں علم ہونا چاہیے کہ ان کا پروردگار توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اللہ نے دنیا میں ان کی پردہ پوشی کی ہے، اور ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی آخرت میں بھی ان کی پردہ پوشی کرے

لیکن مقصدیہ ہے کہ بندے کواپنے کمزور پوائنٹ پر متنبہ رہنا چاہیے، اوراس کے نفس میں جو بیماری ہے اس کو جان کر رکھے تاکہ وہ اسے خراب کرنے کی بجائے اس کا سدباب کرسکے اوراس کی تربیت کرلے کہ کہیں اس کا علاج مشکل نہ ہوجائے

دوم :

جب آدمی اپنی بیوی کو پہلی یا دوسری طلاق دے دے اور عدت گزرنے تک اس سے رجوع نہ کرے، تو اس کے لیے وہ بیوی حلال نہیں ہوگی جب تک وہ اس کے ساتھ نیا عقد نکاح اور نیا مہر نہ رکھ لے، اور یہ عقد نکاح پوری شروط اور ارکان کے ساتھ ہونا چاہیے یعنی اس میں ولی اور دو گواہ موجود ہوں، اور خاوند اور بیوی کی رضامندی بھی ہو

لیکن ولی کی جانب سے اس ضمنی ایجاب کا کوئی وزن نہیں ہے، کیونکہ ایجاب کا مقصد تو یہ ہے کہ انشاء کے طریقہ پر ہو یعنی ولی کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ کیا اور ہونے والا خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا، اور ایسا نہیں ہوا، کیونکہ ولی کو علم ہی نہیں کہ نکاح ختم ہوچکا ہے تاکہ اس نکاح کی تجدید کی کوشش وسعی کرے

اس بنا پر خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی کرانا ضروری ہے حتی کہ خاوند اور عورت کے ولی کے مابین گواہوں کی موجودگی میں صحیح نکاح ہو، اور خاوند و بیوی یہ کہہ سکتے ہیں ایک طلاق ہو گئی تھی اور عدت گزرنے تک رجوع نہیں ہوسکا، یہ ایسے طریقہ سے بات ہو جس سے سمجھ آئے کہ کچھ ہی مدت قبل ایسا ہوا ہے، تاکہ وہ اپنے آپ پر پردہ ڈال سکیں، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے

اور وہ اولاد جو اس مدت میں ہوئی وہ ان دونوں کی طرف منسوب ہوگی کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ یہ نکاح حلال ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" مسلمان اس پر متفق ہیں کہ ہر وہ نکاح جس کے بارہ خاوند کا اعتقاد ہو کہ یہ جائز ہے اس میں کی گئی وطئ میں پیدا شدہ اولاد کو اس طرف ملحق کیا جائیگا اور مسلمانوں کے اتفاق پر وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہونگے اگرچہ نفس الامر میں وہ نکاح باطل بھی مسلمان اس پر متفق ہیں کیونکہ نسب کا ثبوت نفس الامر میں صحیح نکاح کا محتاج نہیں؛ بلکہ بچہ تو بستر والے کے لیے ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"بچہ بستر والے کے لیے ہے، اور زناکار کے لیے پتھر ہیں"

اس لیے جس نے بھی اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور اس اعتقاد کے ساتھ کہ طلاق نہیں ہوئی اس سے وطئ کرلی اس نے ایسا اپنی جہالت یا پھر کسی غلط فتوی دینے والے مفتی کی تقلید میں کیا یا کسی اور سبب کی بنا پر تو اس کی طرف نسب ملحق ہوگا، اور بالاتفاق وہ ایک دوسرے کے وارث ہونگے

بلکہ اس کی عدت تو اس وقت شمار ہوگی جب اس سے وطئ ترک کی جائے، کیونکہ اس نے تو اس سے وطئ اس اعتقاد کی بنا پر کی کہ وہ اس کی بیوی ہے، تو وہ اس کی بستر ہے اس لیے وہ عدت اس وقت گزارے گی جب اس بستر کو ترک کرے اور جس نے کسی عورت سے فاسد نکاح کیا وہ اس نکاح کے فاسد ہونے پر متفق تھے یا اس کے فساد میں اختلاف تھا، یا اس عورت کا مالک بنا جس کی ملکیت پر متفق یا پھر اختلاف ہو تو اس سے پیدا شدہ بچہ اس کی طرف منسوب ہوگا اور مسلمانوں کے اتفاق کے مطابق وہ ایک دوسرے کے وارث ہونگے " انتہی مختصرا

دیکھیں : فتاوی الکبری (325/3).

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (23269) اور (101702) کے جواب کا مطالعہ کریں

واللہ اعلم.

اسلام سوال وجواب

116399